



پرنسپل: 10 دبے

قَمِيلْ هَشْوَلْ أَكْرَمْ

عن عائشہ قالت: قال رسول اللہ ﷺ ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر
احب الی اللہ من اهراق الدم وانه لیاً تی يوم القيمة بقرونها وأشعارها وأظافرها
وان الدم ليقع من اللہ بمکان قل ان يقع بالارض فطیبو اهلهنسا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم
(انسان) نے قربانی کے دن کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اللہ کے خذیک خون بہانے (یعنی
قربانی کرنے) سے زیادہ پسندیدہ ہو اور قیامت کے دن وہ ذبح کیا ہو جائے اور اپے سینگوں،
پاؤں اور گھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے
ہاں قبول ہو جاتا ہے، لہذا تم اپنے دل کی خوشی سے قربانی کرو۔ (مشکوہ المصائب)

حل آؤ سڑھے

مریمہ... مریمہ

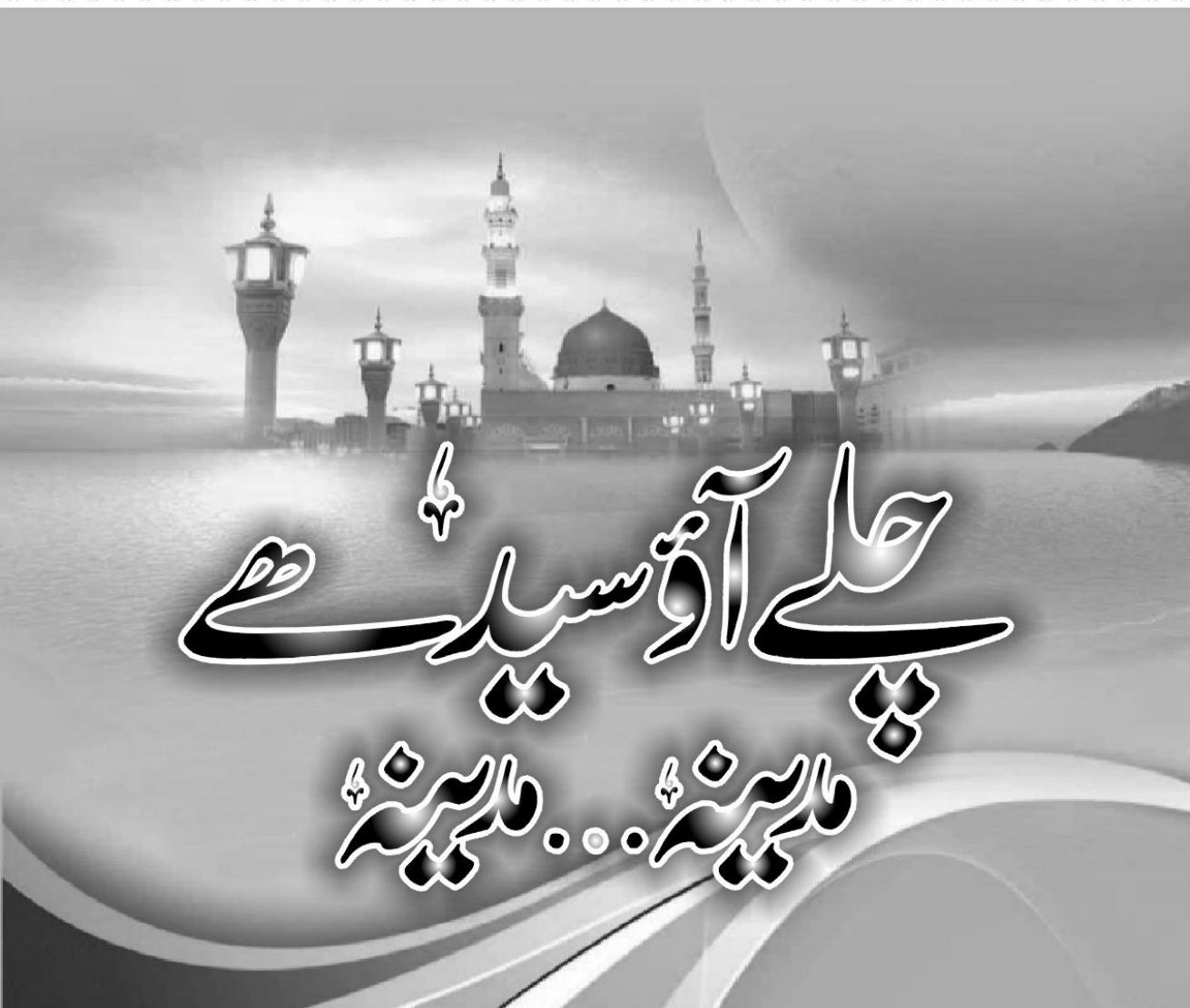
ایک نفل قربانی

بے ما ہمہ را فائز رائے

قریانی

ہدیت بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

زمیں پہ ناژش انسان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
 فلک پہ نور کا سامان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
 دُکھی دلوں کے لیے چارہ ساز ذکرِ نبی
 ہر ایک درد کا درمان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
 تمہارے دم سے ہے ”تصویرِ کائنات میں رنگ“
 تمہی حیات کا عنوان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
 مٹے ہیں فاصلے کون و مکان کے آج کی شب
 ہیں آج عرش پہ مہماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
 ہر امتی کی شفاعت خدا کی مرضی سے
 تمہاری شان کے شایاں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
 شفیع امت مرحوم، ہادی برق
 گواہ آپ کا قرآن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
 تمہارے بعد نہ ہوگا کوئی خدا کا نبی
 ہیں آپ ختم رسولان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
 خلیل کو بھی دکھا دیجیے رُخ انور
 اسے ہے بس یہی ارماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
 از محمد خلیل الرحمن



الله تعالیٰ قبول فرمائیں..... آج کی مجلس شاید مختصر ہوگی..... ”قربانی شریف“ کا زمانہ قریب ہے..... اللہ کرے ”وباء“ کی آڑ میں اس عظیم عمل میں کوئی رکاوٹ نہ آئے..... ایک بات یاد دلانے کی سخت ضرورت ہے..... خود کو بھی اور دوسرے مسلمانوں کو بھی کہ ہمارے دلوں میں ”قربانی“ کی روحانی شان کم نہ ہو..... بلکہ ہر آئے دن، ہر اگلے سال ہم ”قربانی“ میں ترقی کی کوشش کریں اور اس مبارک عمل کو رسم یا بوجہ نہ سمجھیں بہت سے فتنے سرگرم ہیں کوئی ”قربانی“ سے باقاعدہ روکتا ہے کہتے ہیں کہ یہی پسی کسی غریب کی مدد میں خرچ کر دیں یہ لوگ بہت ظالم ہیں یہ عقل کے دشمن اور دل کے اندھے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی ”محبت“ سے کوئی غرض نہیں کوئی تعلق نہیں عید الاضحیٰ کے دن ”محبت“ کا بازار سجتا ہے اللہ تعالیٰ کی ”محبت“ پانے کے لئے عاشقوں نے کیا کیا نہیں کیا مگر ان کی رحمت دیکھتے کہ عید کے دن جانور قربان کرنے سے اس محبت کے لباب بھرے جام ملتے ہیں عید کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ محبوب عمل کوئی نہیں ہے کوئی نہیں جن کے دل زندہ ہیں وہ اس راز کو سمجھ گئے وہ سارا سال ایک چروائی کی طرح جانور کو پالتے ہیں اس جانور کو اپنے بچوں کی طرح

کھلاتے پلاتے ہیں..... اور گھریاں گن گن کر..... عید کے دن کا انتظار کرتے ہیں کہ کب خون کا قطرہ زمین پر گرے گا اور ہمیں اپنے مولیٰ اور مالک کی "محبت" ملے گی بڑے بڑے فرج اور فریز رآ گئے انہوں نے بھی عشق کے بازار کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اب بہت سی توجہ گوشت کی طرف ہوتی ہے حصہ داروں میں سے بعض اگر گوشت کی نیت کریں تو کسی کی قربانی بھی قبول نہیں ہوتی گوشت تو اللہ تعالیٰ پورا سال کھلاتے ہیں "محبت" پانے کی مستی میں کس کو گوشت یاد رہتا ہے؟ مگر شیطان آرام سے بیٹھنے والا نہیں وہ اس محبوب عمل پر ڈاکہ ڈالتا ہے مسلمانو! اخلاص اخلاص اور اخلاص یا اللہ! صرف آپ کے لئے آپ کی رضا کے لئے آپ کی خوشی کے لئے زبان پر تکبیر، ہاتھ میں چھری اور آنکھوں میں آنسو حضرت ہابیل شہید جیسا تقویٰ اور جذبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والی فکر اور نیت وہاں تو بیٹا ذبح ہو رہا تھا اور حضرت آقا محمد مدنی صلی اللہ علیہ وسلم والا والہانہ انداز کبھی حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے واقعات تو پڑھیں کس طرح سے قربانی فرماتے اپنی طرف سے اپنے اہل و عیال کی طرف سے اور اپنی امت کے غریب مسلمانوں کی طرف سے اشارہ دیا کہ میرا کوئی امتی اس مبارک عمل سے محروم نہ رہ جائے عشق و محبت کے اس بازار میں کوئی امتی خالی ہاتھ نہ رہے امت مسلمہ کے غریبوں کو مبارک صدمبارک کہ ان کی قربانی حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی ادا فرمادی ہے اور وہ یقیناً قبول بھی ہو چکی ہے موبائل اور سوشن میڈیا کا فتنہ جوں جوں بڑھتا جا رہا ہے مسلمانوں کے "روحانی جذبات" کمزور ہوتے جا رہے ہیں اب بہت سے لوگ قربانی کرتے نہیں صرف بھگتا تے ہیں بس گلے سے ذمہ داری اُتر جائے ارے بابا مال بھی اللہ تعالیٰ نے دیا جانور بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہم نے کون سا اپنے یا اپنی اولاد کے گلے پر چھری چلانی ہے اتنی آسانی فرمادی اللہ تعالیٰ نے پھر بھی اگر ہم "محبت" کے اس بازار سے محبت کے لازوال جام نہ بھر سکے تو کس قدر محرومی کی بات ہے مہربانی کریں ایک بار قربانی کے فضائل والی احادیث دوبارہ پڑھ لیں ایمان کو ہمیشہ تجدید اور تازگی کی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبت پانے کا بہت بڑا موقع آنے والا ہے معلوم نہیں یہ ہماری زندگی کا آخری موقع ہے یا مزید موقع بھی ملیں گے ہمیں چاہیے کہ اس بار قربانی مکمل ایمانی، روحانی جذبے سے کریں اس میں ایک ایک سنت اور محبت کی ایک ایک ادا کوتا زہ کریں کچھ نوٹ توڑ نے پڑیں تو توڑ دیں کچھ بیچنا پڑے تو پچ دیں

مکمل محبت اور دلچسپی سے جانور خریدیں..... ان کی خدمت کریں..... اُن کا اکرام کریں..... اور ابھی سے عید کا انتظار کرنا شروع کر دیں..... ایک ایک دن گن کر..... ایک ایک رات گن کر..... قربانی ذبح کرنے کی خود مشق کریں تاکہ..... یہ سنت اپنے ہاتھوں سے آدا ہو..... یہ ممکن نہیں تو اچھے دیندار قصائی ابھی سے رابطے میں لیں..... چھریاں اچھی اور تیز خریدیں تاکہ..... جانور کو تکلیف نہ ہو..... یہ سب جانور جنت میں جائیں گے..... جنت کی مخلوق کو تکلیف دینا بہت بُری بات ہے..... ہزار دو ہزار بچانے کے لئے آنڑی قصائیوں کو..... ان بابرکت مویشیوں پر مسلط نہ کریں..... خود مسلمان بنیں، مرد بنیں..... ذبح کرنے کا طریقہ سیکھیں.....

”فضل ایام الدنیا“، کتاب کا مطالعہ کریں..... اس میں قربانی کے بارے میں چالیس احادیث مبارکہ موجود ہیں..... اور بھی بہت سی کام کی باتیں..... آہ! اس سال ”حج شریف“ کا معاملہ دل کو زخمی کئے ہوئے ہے..... کہیں ”قربانی“ کی ناقدری بھی ہمیں نہ لے ڈوبے..... دیکھیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد فرمار ہے ہیں.....

فرمایا: آدمی کا کوئی عمل قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے (یعنی جانور ذبح کرنے) سے زیادہ محبوب نہیں ہے..... قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا..... اور قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام پالیتا ہے..... اس لئے خوب خوش دلی سے قربانی کیا کرو (الترمذی)

قرب کے راستے ،	قرب کی منزلیں
قرب کی پاشنی ،	قرب کی لذتیں
اگر چاہتے ہو تو پلے آؤ سیر ہے	
مرینہ ،	مرینہ

دواہم لمحے

دو لمحے بہت اہم ہیں..... ایک جب کوئی ”روح“ زمین پر ظاہر ہو..... اور دوسرا جب کوئی روح اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی جسم سے نکلتی ہے..... پہلا لمحہ بچے کی ولادت کے وقت ہوتا ہے..... ایک نئی روح زمین پر ظاہر ہوتی ہے..... یہ روح اگرچہ ماں کے پیٹ میں ہی بچے میں منتقل ہو جاتی ہے..... مگر اس کا ظہور.....

ولادت کے وقت ہوتا ہے..... یہ بڑا خاص لمحہ ہوتا ہے..... اس وقت دعا نئیں بہت قبول ہوتی ہیں..... اور اس وقت بڑے بڑے فیصلے زمین پر اترتے ہیں..... دوسرا وہ لمحہ جب کوئی روح..... ایمان اور دین کی نسبت سے کسی جسم سے جدا ہوتی ہے..... مثلاً وہ لمحات جب کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو رہا ہوتا ہے..... یا کوئی ظالم مظلوم مسلمانوں کو قتل کر رہا ہوتا ہے..... یا جب قربانی اور صدقے کے جانور..... اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح ہو رہے ہوتے ہیں..... روحوں کی پرواز کا یہ وقت بڑا خاص ہوتا ہے..... اس میں دعا نئیں قبول ہوتی ہیں اور بڑے بڑے فیصلے ہوتے ہیں..... یہ موضوع کافی تفصیل طلب ہے..... آج تفصیل کا ارادہ نہیں بس اتنا ہی اشارہ کافی ہے..... عید کا دن آنے والا ہے..... ہم میں سے جو ایمان کے ساتھ عید کے دن موجود ہوں گے وہ یہ لمحہ دیکھیں گے..... اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے ذبح ہونے کا لمحہ روح کے جسم سے جدا ہونے کا لمحہ کوشش کریں کہ اس لمحہ آپ روحوں کے مالک اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف متوجہ ہوں اس وقت موبائل اور تصویر بازی کو بھول جائیں اپنے قیمتی لمحہ کو حاصل کریں آخر ایک لمحہ وہ بھی تو آئے گا جب ہماری روح بھی ہمارے جسم سے جدا ہو گی اپنے اُس لمحہ کے لئے اس قربانی والے لمحے کی قدر کر لیں غفلت، فوٹوبازی، ویڈیو سازی اور گوشۂ فکر نہ کریں سب کو بھول کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں خوب آہ وزاری سے دعاء کریں اپنی موت کو یاد کریں خوش نصیب جانور اس لمحے کیا سے کیا بن گئے کل تک وہ گائے، بیل اور بکرا دنبہ تھے مگر انہوں نے گردن پیش کی ذبح ہوئے ایک اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے نام پر تواب ان کا نام ”قربانی“ پڑ گیا اللہ تعالیٰ کے ”قرب“ کا ذریعہ اور وسیلہ دیکھیں ایک جانور کہاں سے کہاں پہنچ گیا اب اس کی قدر و قیمت بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک پورا نظام سرگرم ہو گیا اس جانور کے جسم پر لاکھوں کروڑوں بال ہوتے ہیں یہ سب ریکارڈ میں آگئے قربانی کرنے والے کوان کے برابر نیکیاں عطا ہوئیں اور حکم فرمادیا گیا کہ ان بالوں سمیت یہ جانور قیامت کے دن زندہ ہو گا اور قربانی کرنے والے کے کام آئے گا حتیٰ کہ اس کے وہ اعضاء جو کسی کام نہ آئے کھر، سینگ وغیرہ وہ بھی کسی مخفی نظام میں محفوظ رہیں گے اور اس جانور کو واپس لوٹائے جائیں گے اندازہ لگائیں کیسا عظیم محبت اور اکرام والا لمحہ ہوتا ہے بس دو منٹ کا یہ وقت قیمتی بنالیں اپنی قربانی پر حاضر رہیں بار بار اپنی نیت کو تازہ کریں کہ یا اللہ یہ سب کچھ آپ نے دیا اور اب آپ

ہی کے لئے قربان ہے..... مالک الملک کی محبت کا فائدہ اٹھا کر..... اس وقت اپنے سارے گناہ بخشوائیں..... اپنی اصل اور عارضی حاجات پوری کرالیں..... اصل حاجات موت کی سختی سے حفاظت..... عذاب قبر اور جہنم سے حفاظت..... قیامت کے ہوں سے حفاظت وغیرہ اور عارضی حاجات..... اپنی دنیا کے مسائل..... اور ہاں عافیت مانگنا نہ بھولیں..... ہم دنیا و آخرت میں..... عافیت کے بہت محتاج ہیں..... بے حد محتاج.....

بسا	»	دلوں	مین	مرینہ	مرینہ
رپا	»	لبو	مین	مرینہ	مرینہ
محبت	مین	دنیا	کے	انہے	پڑے
دکھا	»	دلون	کو	مرینہ	مرینہ

ایک اہم نکتہ

بہت سے لوگ..... جہاد اور عافیت کو ایک دوسرے کا مقابل سمجھتے ہیں..... ان کا خیال ہے عافیت مل جائے تو جہاد سے جان چھوٹ جائے گی..... یعنی ”عافیت“ کا مطلب ہوا..... جہاد سے دوری..... استغفر اللہ، استغفر اللہ..... یہاں پہلی بات یہ سمجھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر..... روتے ہوئے..... آنسو مبارک بہاتے ہوئے اپنی امت کو تلقین فرمائی کہ..... اللہ تعالیٰ سے عفو (یعنی معافی) اور عافیت مانگو..... حضرات محدثین کرام لکھتے ہیں کہ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا کہ آپ کے بعد آپ کی امت کیسے کیسے فتنوں کا شکار ہو جائے گی..... کس طرح سے دنیا کی محبت میں پھنس جائے گی..... اور مال و عہدے کی حرص میں کس قدر مبتلا ہو جائے گی تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غم سے رو دیئے..... اور آپ نے اس کا علاج یہ تجویز فرمایا کہ..... اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ معافی..... اور عافیت مانگا کرو.....

”عافیت“ دراصل وہ طاقتو رُدھاں..... اور حفاظتی لباس ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے تیار فرمایا ہے..... اور جس بندے کو یہ لباس مل جائے وہ ہر طرح کے فتنوں، مصائب اور تکلیفوں سے محفوظ رہتا ہے..... دین کے فتنے ہوں یادِ دنیا کے فتنے..... آخرت کی مصیبت ہو یادِ دنیا کی مصیبت..... ان سب سے بچاؤ کا لباس ہے ”عافیت“..... اسی لئے عافیت کو..... ”دفاعِ الہی“، کہا جاتا ہے..... جہاد سے محرومی بھی ایک عذاب اور فتنہ ہے..... دین کے ایک فرض سے محرومی..... اس لئے مسلمانوں کے لئے جہاد بہت بڑی خیر اور عافیت ہے..... اور وہ حدیث جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ..... دشمنوں سے ٹکرانے کی تمنا نہ کرو بلکہ اللہ

تعالیٰ سے عافیت مانگو..... وہ حدیث آپ ﷺ نے جہاد کے موقع پر ہی ارشاد فرمائی دشمن بالکل سامنے تھے جنگ تیار تھی آپ ﷺ نے اپنے لشکر کو وعظ فرمایا اور اس میں یہ تلقین فرمائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا گیا کہ اگر مقابلہ ہو جائے تو ڈٹ کر لڑو بے شک جنت تلواروں کے سامنے تلے ہے اب آپ مقصد سمجھ گئے ہوں گے کہ جہاد میں عافیت کیا ہے ؟ وہ یہ کہ دشمن غالب نہ آئیں مجاہدین زخمی اور قیدی نہ بنیں اور مسلمانوں کو ہزیرت نہ ملے اللہ تعالیٰ تو اس پر بھی قادر ہیں کہ عافیت کی دعا کی برکت سے دشمنوں پر ایسا رعب طاری فرمادیں کہ وہ لڑتے ہی نہ سکیں اور ہتھیار ڈال دیں قسطنطینیہ کی دوسری فتح کی حدیث میں ایسا ہی منظر بیان ہوا ہے کہ قرب قیامت میں مسلمان قسطنطینیہ پر حملہ کریں گے وہ تکبیر کا نعرہ بلند کریں گے تو دشمن ان کے رعب تلے ڈب جائے گا اور تین نعروں سے بغیر جنگ کے پورا علاقہ فتح ہو جائے گا مجاہد کو بغیر تکلیف کے فتح ملے یا شہادت یہ دونوں عافیت کی صورتیں ہیں آج ہمارا دین بھی ”عافیت“ سے محروم ہے مسلمان دینی فرائض سے محروم ہوتے جا رہے ہیں دین سے محرومی بہت بڑی مصیبت ہے اور بہت بڑا وبا قربانی کا معاملہ دیکھ لیجئے ایک وقت تھا کہ مسلمان پورا سال قربانی کی تیاری کرتے تھے اور قربانی کا انتظار اور آج یہ وقت ہے کہ ”قربانی“، جیسے حکم اور قربانی جیسی نعمت میں بھی پہلے جیسا جوش، خوشی اور ولنہیں رہا ہم سب اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگیں دُنیا کی عافیت اور آخرت کی عافیت اور اس سال مکمل اخلاص اور مکمل خوشی سے ”قربانی“ کے عظیم اور مبارک عمل کا فیض حاصل کریں

معاف کر دے ،	معاف کر دے اے میرے ربِ غفور
عافیت دے ،	عافیت دے یا عَفْوٌ یا غَفُور
صدر اے میرے رب جو دیتا ہے	تمو کو
مرینہ	مرینہ
	غلام

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى الْهُوَصَحَبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كثیراً كثیراً
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ

★....★....★

ملت ابراہیم کے پیروکاروں کے لئے سال کے افضل ترین ایام ”عشرہ ذی الحجه“ کمائی اور قربانی کا موسم

.....ہیں

ان ایام میں کیے جانے والے اعمال محبوب ترین اور یہ راتیں مقبول ترین ہیں۔ اور ان اعمال میں سب سے محبوب ترین عمل ”قربانی“ ہے۔ عاشقانہ عبادت ”حج“ کی ادائیگی بھی انہی مخصوص ایام میں ہوتی ہے۔
گویا یہ ایام قربانی ہی قربانی ہیں۔

اعمال میں محنت اور سبقت یعنی خواہشات کی قربانی.....

راتوں کی عبادت یعنی آرام کی قربانی.....

”اضحیٰ“ اللہ تعالیٰ کی رضا کے
لئے اپنے مال سے خریدے گئے
جانور کی قربانی.....

”حج“ کے لئے سفر..... گھر بار کی
قربانی.....

پھر ”حج“ میں قربانی ہی قربانی.....

اچھے لباس کی قربانی..... خوشبو کی
قربانی..... نزاکت کی قربانی، عیش و

عشرت کی قربانی..... پس جو انسان ان ایام میں ”قربانی“
کے عمل کو جس قدر اپناتا چلا جائے گا اسی
قدر ”قرب“ پتا چلا جائے گا۔ اسی قدر کامیابی کے قریب آتا چلا جائے گا.....
دیکھئے!

ہمیں یہ ”تقرب“ کا موسم کن کی اتباع میں ملا؟.....

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام.....

ان سے کیا کیا قربانی مانگی گئی؟..... باپ کے تعلق کی قربانی..... بخوشی پیش کردی.....
علاقوں اور قوم کے تعلق کی قربانی..... وہ سب چھوڑ چھاڑ کر چل دیئے.....

بڑھاپے کی اولاد اور بیوی سے بعد کی قربانی..... انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر شیر خوار بچے اور بے سہارا

اکیلی عورت کو لوق و دق صحرا میں چھوڑ اور پیچھے مرکر بھی نہ دیکھا.....
 اپنی جان کی قربانی..... وہ دیوانہ وار بے خطر آتش نمرود میں کو دپڑے
 اولاد کی جان کی قربانی..... انہوں نے بڑھاپے کے سہارے کی گردن پر چھری چلا دی.....
 وہ جب یہ ساری قربانیاں پیش کر چکے تو انہیں ”قرب“ کا ایک خاص انعام ملا..... وہ اللہ تعالیٰ کے ”خلیل“،
 یعنی خالص دوست کہلانے وہ ہزاروں انبیاء کرام کے مقتدی و پیشوائے بنے اور سب سے افضل امت کو ان کی
 نسبت سے ”ملت ابراہیم“ کا اعزاز بخشنا گیا۔
 انہوں نے اپنی ہر متاع اپنے محبوب حقیقی اپنے رب کے لئے قربان کر دی۔ بد لے میں ہر بلندی اور رفت
 کا ہر مقام انہیں نصیب ہوا۔

یہ کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ پر درود پڑھنے کا حکم فرمایا اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے اپنی امت کو جو درود شریف سکھایا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام مبارک اپنے نام کے ساتھ لینے کا حکم فرمایا۔ اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید..... اللهم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید..... اور یہ درود پاک مشہور ہی درود ابراہیم کے نام سے ہو گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے والے بہت کم تھے۔ بعد میں بھی ان کی امت باقی نہ رہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ”قربانی“، وہ عمل ہے جس کا بدلہ بہت بڑا اور بہت اونچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی، سب سے آخری اور سب سے ”خیر“ امت کو ان کے لئے درود وسلام پر لگادیا تاکہ ان کا نام قیامت تک لیا جاتا رہے، اور انہی کے صدقے ”قربانی“ کے عمل کو یہ خاصیت عطا فرمائی کہ جو بھی اس عمل کو اپنانے گا رفت و بلندی پائے گا اور اسکا نام باقی رہے گا۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل قرار دیے گئے۔ انہیں معیار حق بنادیا گیا۔ ان کی محبت ایمان کی علامت اور ان کا بعض نفاق کا شعار ٹھہرا۔ جو ان سے محبت کرے گا خوش نصیب ہو گا، جو ان کے راستے پر چلے گا یقینی کامیابی پائے گا، جو ان پر زبان چلانے کا نفاق کا شکار ہو گا، جو ان کا بعض دل میں رکھے گا ایمان سے محروم ہو گا۔ لیکن یہ مقامات دے کر ان سے جو قربانیاں لی گئیں ہم اور آپ ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت جس قوم کو محبوب رکھتے ہیں ان سے قربانی لیتے ہیں۔ جو لوگ آج بھی صحابہ کرام کی طرح دین کی خاطر قربانیاں دے رہے ہیں، گھر بارچھوڑ رہے ہیں، جانیں اور اموال قربان کر رہے ہیں، اپنے جسموں کے ٹکڑے پیش کر رہے ہیں، ہستے مسکراتے چہروں کے ساتھ اپنے جوان بیٹوں کی لاشیں اٹھا رہے ہیں، جن کے جسموں کو چھیدا جا رہا ہے اور ان پر آسمان سے آگ برسائی جا رہی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں۔

اس لئے قربانی جیسے ابراہیمی عمل کے لئے منتخب کرنے گئے ہیں، امن و سلامتی میں رہنے والے ان پر زبانیں تو چلا سکتے ہیں، ان کے بارے میں شکوک و شبہات تو پھیلا سکتے ہیں لیکن ان کے مقام کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ وہ بہت اونچے لوگ ہیں بڑے اونچے مقامات پر فائز ہیں۔

یہ اہل عزیمت ہیں جنہوں نے آرام طلبی اور عیش کو شی کا راستہ ٹھکرا کر یہ بلندی والا راستہ چنا ہے۔ یہ ان پر حالات کا جر نہیں ان کا اپنا اختیاب ہے۔

آپ بتائیے! کہ کشمیر کے تعلیم یافتہ نوجوان کے لئے دنیا طلبی کا کون سا راستہ بند ہے؟ ہندوستان مراعات دینے پر آمادہ ہے..... یورپی ممالک کے وزراء فرداں سے دستیاب ہیں..... اپنی تعلیمی قابلیت اور خداداد ذہانت کی بنیاد پر یہ قوم ہر میدان میں سبقت حاصل کر سکتی ہے.....

لیکن نہیں..... انہوں نے اپنے لئے خود ابراہیمی راستہ چن لیا ہے..... انہوں نے غلامی کو مسترد کر دیا ہے..... ہر باطل نظام کو ”لا“ کہہ دیا ہے..... اسلام اور مکمل آزادی کے علاوہ ہر نظام کو ٹھکرا دیا ہے اور اس کی خاطر آنے والی ہر تکلیف کو ابراہیمی شان کے ساتھ بخوبی قبول کر لیا ہے.....

اب دیکھ لجھئے گا۔ یہ وقت گزر جائے گا۔ آج کا دن کل کے لئے تاریخ بن جائے گا اور تاریخ اپنے سینے میں صرف چند قربانی دینے والوں کو یاد رکھ کر باقی سب کچھ مٹا دیتی ہے۔ تاریخ اس زمانے کے ان سارے کرداروں کو یا تو فراموش کر دے گی یا اگر یاد رکھا تو برے الفاظ سے یاد کرے گی جنہوں نے وقت سلامتی کو عزیمت و قربانی پر ترجیح دے دی، تاویل و تلبیں کا طریقہ اپنایا، ہر آنے والی تبدیلی اور وقت کے ہر جر کے آگے سرگاؤں ہونے کی پالیسی کو ذہانت اور مصلحت قرار دے کر اپنایا۔

تاریخ اگر نہ بھلا سکی تو ملا عمر کونہ بھلا پائے گی۔ اسامہ بن لادن کو فراموش نہ کر سکے گی۔ ان اہل عزیمت کو یاد رکھنے پر مجبور ہو گی جنہوں نے ہر جر کو جوتے کی نوک پر رکھا اور اپنی قدامت کو ہی اپناما یہ اختیار بنائے رکھا۔



یہ ہوا ہزمانے میں چلتی ہے، اس کے زیر اثر اہل مصلحت معزز ہو جاتے ہیں اور اہل عزیمت بدنام۔ لیکن تاریخ گواہ ہے وقت نے اپنا فیصلہ ہمیشہ اہل عزیمت کے حق میں سنایا اگرچہ ان کی قربانی بہت لگی۔ یہ وقت بھی گذر جائے گا اور تاریخ اپنا وہی فیصلہ سنانے پر مجبور ہو گی جو اس کے لئے ہمیشہ ہمیشہ سے لکھ دیا گیا ہے۔

بات قربانی کی چل رہی تھی اس کے ایک خاص پہلو کی نذر ہو گئی۔ عشرہ ذی الحجه قربانی کا موسم ہے اور اس میں ہم سے ہمارے خالق و مالک اللہ عز وجل نے کچھ مال خرچ کر کے جانور ذبح کرنے کی قربانی مانگی ہے۔ کامیابی اسی میں ہے کہ بخوبی یہ قربانی مالک کے حضور پیش کر دی جائے۔

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کا عمل واجب قربانی کے ساتھ نفل قربانی پیش کرنے کا تھا۔ یعنی جتنی قربانی مانگی گئی ہے اس سے بڑھ کر پیش کی جاتی تھی۔ ہمارے لئے بھی اسوہ حسنہ یہی ہے۔ تو اپنی واجب قربانی اہتمام سے اداء کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور نفل قربانی ان لوگوں کے نام کر دیں جو زمانے کے نمرودوں کے مقابل ابرا یہی کردار کو زندہ کر رہے ہیں، یوں قربانیوں کا موسم ہمارے لئے مزید خاص بن جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ.....

اپنی واجب قربانی گھر پر ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جس قدر نفل قربانیوں کی استطاعت ہو وہ ”اہل عزیمت“ کے حوالے کر دیں، یہ بڑی اوپنجی جگہوں پر پہنچائی جائے گی، یہ اللہ تعالیٰ کے راستے کے غاز یوں کی ضیافت ہو گی اور شہداء کے اہل خانہ کو بھیجی جائے گی.....

قربانی بذاتِ خود ایک بہت اہم عبادت ہے۔ اللہ کریم نے قرآن مجید میں اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث طیبہ میں جیسے پر اثر انداز سے قربانی کی ترغیب دی ہے، اُس کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد تو وہ مسلمان بھی قربانی سے محروم نہیں رہ سکتے، جن پر قربانی واجب نہ ہو۔ پھر وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت دی ہوتی ہے، وہ تو خوب بڑھ چڑھ کر قربانی

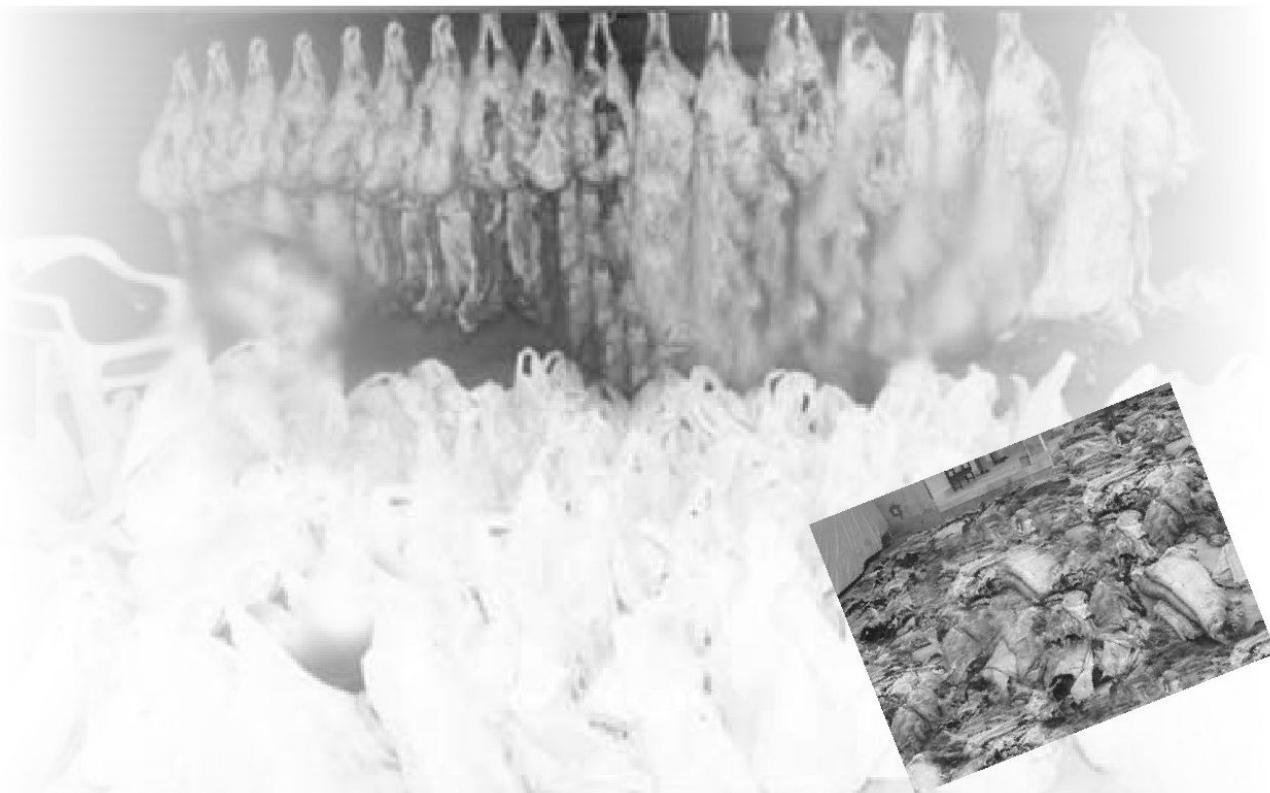
کرتے ہیں۔ اُن کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنی طرف سے قربانی کے ساتھ ساتھ اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کریں۔ اپنے مرحوم والدین اور دیگر اہل محبت کے ایصالی ثواب کیلئے بھی وہ قربانی کرتے ہیں۔

قربانی، قرآن مجید کی روشنی میں:

”آپ کہہ دیجئے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے

ایک نفل قربانی

بے شک میرا فرمائیں



ہی ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔” (سورہ الانعام) اس آیت مبارکہ نے واضح طور پر بتا دیا کہ ایک مسلمان کی پوری زندگی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی ہر عبادت صرف اسی ذات کیلئے ہوتی ہے جو اس کا خالق و مالک ہے۔ قربانی بھی جو ایک اہم ترین عبادت ہے اور جس کے ذریعے انسان اپنے رب کا تقریب حاصل کرتا ہے وہ بھی محض رضاۓ مولیٰ کیلئے کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ نہ تو یہ قربانی کسی بت یا بزرگ کے نام پر ہو، نہ ہی اس کا مقصد لوگوں کو دکھلاؤ اور شہرت ہو ورنہ قربانی کا ثواب اور مقصد دونوں بر باد ہو جائیں گے۔ آج کل رواج ہے کہ بعض مالدار لوگ قیمتی جانور خریدتے ہیں اور پھر اخبارات میں بڑے اہتمام سے یہ خبر اور تصویر شائع کرواتے ہیں۔ ایسے لوگ قابلِ رحم ہیں کہ قربانی پر اتنی رقم خرچ کرنے کے باوجود اس ریا کاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ رہی دنیا کی یہ وادہ تو یہ اتنی ناپائیدار اور بے کار چیز ہے کہ اس کی خاطر اپنے نیک اعمال ضائع کر دینا سوائے حماقت کے کچھ نہیں۔

”اللہ تعالیٰ کو ان (قربانیوں کا) گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن اس کو تو تمہارے دل کا تقویٰ پہنچتا ہے۔“ (سورہ الحج) اس آیت میں قربانی کا اصل فلسفہ بیان فرمایا یعنی جانور کو ذبح کر کے محض گوشت کھانے، کھلانے یا اس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضاۓ بھی حاصل نہیں کر سکتے، نہ یہ گوشت اور خون اٹھ کر اس کی بارگاہ تک پہنچتا ہے۔ اس کے ہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور ادب پہنچتا ہے کہ کیسی خوش دلی اور جوش محبت کے ساتھ ایک قیمتی اور نفیس چیز اس کی اجازت سے اس کے نام پر قربان کر دی۔ گویا اس قربانی سے ظاہر کر دیا کہ ہم خود بھی تیری راہ میں اسی طرح قربان ہونے کیلئے تیار ہیں۔ (ما خوذ از فوائد عثمانی^۲)

”بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی، پس آپ اپنے رب کے سامنے نماز پڑھیں اور قربانی کریں، بلاشبہ آپ کا دشمن ہی بے نشان ہونے والا ہے۔“ (سورہ الکوثر) دین اسلام میں نماز کو جو کچھ مقام اور مرتبہ ہے اس سے ہر مسلمان بخوبی واقف ہے۔ یہی دین کا ستون اور مؤمن کی معراج ہے۔ یہی کافر اور مؤمن کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے۔ اسی طرح مالی عبادات میں قربانی کا ایک خاص مقام ہے۔ کیونکہ اصل تو یہ تھا کہ اپنے جان اور مال کی قربانی دی جاتی اور بوقت ضرورت ہر مسلمان دین اسلام کیلئے یہ سب کچھ قربان کر دیتا لیکن عام حالات میں ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو حضرت ابراہیم و اسما علیل علیہما السلام کی یادگار میں جانور کے ذبح کرنے کو ہی کافی قرار دے دیا۔ اس آیت مبارکہ میں دونوں کا حکم ایک ساتھ دیا جا رہا ہے جس سے قربانی کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

قربانی، احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عید کے دن قربانی کا جانور (خریدنے) کیلئے پیسہ خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں اور چیزوں میں خرچ کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ (طبرانی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس میں ہمارا کیا فائدہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تمہارا فائدہ یہ ہے کہ تمہیں قربانی کے جانور کے ہر بال کے بد لے میں ایک نیکی ملے گی۔ انہوں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! (جن جانوروں کے بدن پر اون ہے اس) اون کا کیا حکم ہے؟ (کیا اس پر بھی کچھ ملے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اون کے ہر بال کے عوض بھی ایک نیکی ملے گی۔ (التغیب والترہیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ محسن عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو (ایسا آدمی) ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔ (التغیب والترہیب)

ان آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ طیبہ کے پڑھنے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ انسان، قربانی کو بوجھ یا پریشانی سمجھ کر نہیں، زندگی کا ایک پُر الطیف کام سمجھ کر انتہائی ذوق و شوق سے ادا کرے اور اپنی قربانی کے ذریعے زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹنے کی کوشش کرے۔ جو لوگ دنیا کے لائق میں مبتلا ہوتے ہیں، وہ کیسے ایک ایک روپے کا حساب رکھتے ہیں اور پورا پورا نفع کمانے کے چکر میں رہتے ہیں۔

اہلِ عزیمت کے ساتھ نفل قربانی میں حصہ لے کر آپ ایک تیر سے دونہیں، کئی شکار کر سکتے ہیں۔ یہ ایک قربانی آپ کو جہاد فی سبیل اللہ، دعوت دین، شہداء کرام کے اہل خانہ کی خدمت، علم دین کی اشاعت، خدمتِ خلق اور دیگر کئی نیکی کے کاموں میں شرکت کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اللہ کریم تمام مسلمانوں کی تمام قربانیوں کو قبول فرمائے اور جذبہ قربانی سے ہمیں سرشار فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

★....★....★

نفل قربانی

کی شرعی حیثیت



اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اپنی آخرت کی تیاری کے لیے جن عبادات کی ترغیب دی ہے اُن میں اُن عبادات کو خاص مقام حاصل ہے جو نفل کہلاتی ہیں، کیوں کہ فرائض کو ایک لازمی چیز ہیں، ان کے بغیر توبنگی کی ذمہ داری پوری نہیں ہو سکتی، جب کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں اور اُس سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اُن فرائض کے علاوہ بھی کچھ عبادات ہونی چاہئیں تاکہ بندے اپنی اپنی محبت اور اپنی اپنی استطاعت و گنجائش کے مطابق اللہ تعالیٰ کے قرب میں خوب ترقی پاتے رہیں، تو اسی محبت و قربت کے تعلق میں ترقی پانے کے لیے نوافل عبادات کا مام آتی ہیں۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ سے اپنی ذات مبارکہ کی طرف سے قربانی کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ مند بزار وغیرہ یہ روایت موجود ہے:

عن ابی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبیش عنہ و بکبیش عن امته (تلخیص

الحیر لابن حجر العسقلانی - ج 3 ص 204)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے ایک مینڈھا اپنی قربانی کے طور پر اور ایک مینڈھا اپنی امت کی طرف سے قربان فرمایا۔

اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ غیر کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے چاہے وہ زندہ ہو یا وفات یافتہ۔
چنانچہ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ میت کی طرف سے قربانی کرنے کی حقیقت بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں:

معنى التضحية عن الميت اهداء الثواب له (اعلاء السنن - د 17 ص 268)

یعنی میت کی طرف سے قربانی کرنے کا مطلب اور حقیقت اس قربانی کا ثواب اُس میت کو ہدیہ کرنا ہے۔
پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قربانی کرنے کا حکم دیا تھا،
اس پر لکھتے ہیں:

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اپنی جانب سے قربانی کیے جانا پسند ہے، اس لیے جس میں
استطاعت ہو تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے حبیب اور اپنے نبی ﷺ کی طرف سے ہر سال قربانی
کرے چاہے وہ ایک بکری ہو یا بڑے جانور میں کوئی حصہ ہو، ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ
ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

فقہ حنفی کی کتابوں میں میت کی طرف سے اس کے ثواب کے لیے نفل قربانی کا جائز ہونا بالکل واضح ہے،
کیوں کہ جس طرح میت کے ثواب کے لیے کوئی بھی صدقہ کیا جاسکتا ہے، حج کیا جاسکتا ہے، اسی طرح نفل
قربانی بھی کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ صاحب اعلاء السنن لکھتے ہیں:

من ضحى عن الميت يصنع كما يصنع فى اصحية نفسه من التصدق و الاكل و الاجر
للميت و الملك للذابح. قال الصدر:المختار انه ان بامر الميت لا يأكل منها و الا يأكل (اعلاء
السنن)

جس نے میت کی طرف سے قربانی کی تو جس طرح اپنی ذاتی قربانی میں سے صدقہ بھی دے سکتے ہیں اور
خود بھی کھاسکتے ہیں اسی طرح اس نفل قربانی سے بھی خود کھاسکتے ہیں اور صدقہ بھی دے سکتے ہیں۔ علامہ صدر
نے فرمایا: مختار مسلک یہ ہے یہ اگر میت کی طرف سے قربانی خود اس میت کے حکم سے کی ہے تو پھر خود نہ کھائے
ورنہ اس میں سے خود کھاسکتا ہے۔

مجموعہ رسائل عبداللہ بن زید آل محمود میں ہے کہ:

کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے میت کی طرف سے قربانی کا مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:
یجوز ان یضھی عنہ کما یحج عنہ و نقل صاحب الاختیارات عنہ انه قال: التضحية عن

میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے جس طرف کہ اس کی طرف سے حج جائز ہوتا ہے۔ اور صاحب اختیارات نے شیخ ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ: میت طرف سے قربانی کرنا، اس کی طرف سے نقد رقم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

اسی طرح شافعیہ کے ہاں ایک روایت اسی کے مطابق ہے کہ میت کی طرف سے قربانی درست ہے، اگرچہ اس نے وصیت نہ کی ہو، کیوں کہ یہ بھی صدقہ کی ہی ایک شکل ہے، اور میت کی طرف سے صدقہ درست ہوتا ہے اور اس کے لیے نفع مند بھی۔ (المنة الکبری شرح السنن الکبری۔ ج 4 ص 461)

اسی طرح سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ ایک فتوی میں فرماتے ہیں:

لہ ان یضحی عن المیت و لہ ان یضحی عن الحی من اهل بیته کان یذبح اضحیة عنه و عن والدیه الاحیاء و عن اهل بیته من زوجة و اولاد و لہ ان یضحی عن المیت من ابیه او امه او خالتہ او خالہ او نحودلک و لیس لذلك حد۔ (فتاوی نور علی الدرب)

آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی میت کی طرف سے قربانی کرے، اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے گھروالوں میں سے کسی زندہ کی طرف سے قربانی کرے، مثلاً اپنی طرف سے کرے، اپنے زندہ والدین کی طرف سے کرے، اپنی بیوی بچوں کی طرف سے کرے، اور یہ بھی جائز ہے کہ اپنے وفات پانے والے متعلقین مثلاً والد، والدہ، پھوپھو، ماموں وغیرہ کی طرف سے قربانی کرے۔ اس سب کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

اسی فتوی میں مزید فرماتے ہیں:

الصدقة بالمال، بالنقود ، و الذبائح و الملابس و الاطعمة كلها طيبة اذا قصد بها وجه الله و التقرب الى الله عن الاحياء و الاموات فى رمضان وفي غيره۔ (فتاوی نور علی الدرب)

زندوں کی طرف سے ہو یا مُردوں کی طرف سے صدقہ کرنا بہت ہی عمدہ ہے، چاہے وہ صدقہ مال کی شکل میں ہو، نقد رقم ہو، یا قربانیاں ہوں، یا لباس اور کھانا وغیرہ ہو، بشرطیکہ ان سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی قرب حاصل کرنا ہو۔



جامع و مانع مسنون دعائیں

اللَّهُمَّ أَخْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجْرِنَا مِنْ
خَرْزٍ يِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا آنجام اچھا بنا اور ہمیں دُنیا کی رسوائی اور آخرت
کے عذاب سے نجات عطا فرم۔ (مسند احمد۔ طبرانی فی الكبير)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ،
وَالْجُنُونِ، وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اللَّهُمَّ
آتِنِفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ
وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا

اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں بے کاری اور سستی سے، اور بزدی اور بخل
سے اور (سخت) بڑھا پے اور قبر کے عذاب سے۔ اے اللہ! میرے نفس کو متقدی بنادیجیے،
اور اس کو پاک بنادیجیے، آپ ہی اس کا بہترین پاک کرنے والے ہیں، آپ ہی اس
کے سنبھالنے والے اور مالک ہیں۔ (صحیح مسلم)



حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالت آب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَّمَ نے ارشاد

فرمایا:

اے فاطمہ! جاؤ اپنی قربانی پر حاضری دو، کیونکہ اس کے خون سے جو نہیں پہلا قطرہ گرے گا تمہارے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے نیز وہ جانور (قیامت کے دن) اپنے خون اور گوشت کے ساتھ لا یا جائے گا اور پھر اسے ستر گنا (بھاری کر کے) تمہارے میزان میں رکھا جائے گا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے (یہ عظیم الشان فضیلت سن کر بے ساختہ) عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ (فضیلت عظیمہ صرف) آل محمد کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ (واقعۃ) اس کا خیر کے زیادہ مستحق ہیں یا آل محمد اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہ عظیم الشان فضیلت) آل محمد کے لئے تو بطور خاص ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی عام ہے (یعنی ہر مسلمان کو بھی قربانی کرنے کے بعد یہ فضیلت حاصل ہوگی)۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَّمَ نے ایک مینڈھا اپنی قربانی کے طور پر اور ایک مینڈھا اپنی امت کی طرف سے قربان فرمایا۔ (تلخیص الحسیر لابن حجر العسقلانی۔ ج 3 ص 204)